REGD No P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۸ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کیونکہ گذشتہ ایام سے بعض اضلاع پنجاب میں پانچ چھ روز مسلسل بارش ہوتی رہی ہے۔ غالباً اس وجہ سے یہاں الفضل بھی موصول نہیں ہوا۔

قادیان ۲۸ مارچ۔ محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب ۱۹ تاریخ سے امرتسر ہسپتال میں بغرض علاج داخل رہیں۔ آپ کی صحت تاحال کمزور ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم صاحبزادہ صاحب مع جملہ بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

مغرب میں مسیحی کلیسیا کی نت نئی مشکلات

عیسائیت کی "بنیادی صداقتوں" کی کھوکھلی بنیاد

مغرب میں مسیحی کلیسیا جو اس صدی کے اوائل تک ساری دنیا کو مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور جس نے اس قسم کے بلند بانگ دعاوی سے آسمان سر پہ اٹھا رکھا تھا، آج کل ایک عجیب اور عجیب و غریب الجھن میں مبتلا ہے۔ وہ الجھن یا خلجان جو اس کے لئے بلائے جان ثابت ہو رہا ہے یہ ہے کہ مسیحیت کی بنیادی صداقتوں پر عوام میں اعتقاد اور ایمان کس طرح بحال کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ فی زمانہ ان نام نہاد بنیادی صداقتوں کی بنیاد اتنی کھوکھلی ثابت ہو چکی ہے کہ مغربی ممالک کے عوام عیسائی کہلانے کے باوجود مروجہ عیسائی عقائد کے دل سے قائل نہیں رہے۔ وہ اب محض رسماً اور اسماً عیسائی ہیں ورنہ مروجہ عیسائیت سے جس کی بنیاد تثلیث، الوہیت مسیح، صلیبی موت کفارہ، مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے اور آسمان پر اپنے باپ خدا کے دائیں ہاتھ پر جا بیٹھنے پر ہے۔ انہیں دور کا بھی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ دراصل وہاں یہ عقائد اس وقت تک تو خوب پھلتے پھولتے رہے جب تک کہ مغرب جہالت اور توہمات کی تاریکی میں لپٹا ہوا تھا۔ لیکن صدیوں کی تاریکی کے بعد جوں جوں وہاں ظاہری علوم کے بازار چمکے اور جہالت کے پردے چاک ہوتے چلے گئے ان خلاف عقل عقائد کی قلعی کھلتی چلی گئی حتیٰ کہ اب بیسویں صدی کے نصف آخر میں جس میں سے آج کل ہم گزر رہے ہیں نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عوام نے برملا ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے۔ عوام ہی پہ کیا حصر ہے بعض نامی گرامی پادری اور بشپ تو خود ان عقائد کو ہدف تنقید بنا کر ان کے بخیئے ادھیڑ رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت وہاں عیسائی عقائد سے بیزاری اور دہریت کے روز افزوں میلان کے باعث چرچ جس خطرناک صورت حال سے دوچار ہے امریکہ کے مشہور ہفتہ وار رسالہ "ٹائم" نے اپنی ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"انجیل پر اپنے مخصوص نقطۂ نگاہ سے غور کرتے ہوئے ہر زمانہ کے لوگ اس کے پیغام کو اپنے زمانہ کی مروجہ زبان کے سانچوں میں ڈھال کر پیش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں تاہم پہلے کبھی اتنی بڑی اکثریت نے عیسائی عقائد کی اتنی کثرت سے نئی توجیہات پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی جتنی کثرت سے اس زمانہ میں محسوس کی جا رہی ہے۔ سائنس، ٹیکنالوجی اور مادیت نے مذاہب کو خدا کی ثنا خوانی کے جھنجھٹ سے بآسانی نجات دلا دی ہے۔ ان سب نے زندگی کی مابعد الطبیعاتی سرحدوں کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ شہروں کی ترقی نے دیہاتوں سے مخصوص تخیل کی ذہنی تصویر کو ادراک سے بالا اور ناقابل فہم بنا ڈالا ہے کیونکہ ایسی تصویر کبھی مشاہدہ میں آتی ہی نہیں۔ ادھر جارحانہ نوعیت کی دہریت انسانی آزادی کی خاطر خدا کو موت کے گھاٹ اتارنے پر تلی ہوئی ہے۔ جدید فلسفہ ہے تو وہ الگ عیسائیت کے ڈیڑھ ہزار سال پرانے جامد عقائد کو ٹھکرا رہا ہے کیونکہ اس کے پیمانوں پر وہ کسی طرح پورے نہیں اترتے۔"

حقیقت یہ ہے کہ مروجہ عیسائی عقائد سے عام بیزاری کے ذمہ دار خود یہ عقاید ہیں کیونکہ موجودہ سائنسی دور کا انسان کسی اپنے جیسے انسان کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر یہ عقیدہ بھی کہ وہ "انسان خدا" مر کر جی اٹھا تھا اس کے نزدیک بجا طور پر مضحکہ خیز ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ "ٹائم ویکلی" نے مذکورہ بالا مضمون میں مسیحی کلیسیا کے موجودہ خلجان کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مروجہ عقائد مسیح کی اصل تعلیم سے بالکل مختلف ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ مسیحیت جب فلسطین سے نکل کر سلطنت روم کے حلقہ میں داخل ہوئی تو یہاں یونانی افکار و نظریات اور ظلم الاصنام کے زیر اثر اصل مسیحی عقائد نے مسلسل ترمیم و تنسیخ اور مدت سے اضافوں کے بعد موجودہ شکل اختیار کی۔ چنانچہ علی الخصوص عقیدہ تثلیث کا ذکر کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہے:۔

"عیسائیت پر کامل ایمان اور اس کے کامل استرداد کے درمیان وہ ذہنی خلجان حائل ہے۔ جس میں دنیائے عیسائیت (بشمول کلیسیا) آج کل مبتلا ہے۔ وہ خلجان یہ ہے کہ خدا کے پیغام کو عقائد کی شکل میں بیسویں صدی کے انسان کے سامنے کن توجیہات کے ساتھ پیش کیا جائے۔ مسیحی عقائد کی تاریخ میں جن چیزوں کو دوام حاصل رہا ہے وہ ہیں مسلسل تبدیلی، اضافہ و ایزادی اور نت نئے انکشافات (یعنی یہ مسلسل بدلتے اور نئی سے نئی شکلیں اختیار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ناقل) مسیح کے حواریوں اور دوسرے ابتدائی واعظوں نے عقائد کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا اور جو ابتداً مسیح کی تعلیم کے طور پر زبانی ہدایات کی شکل میں بعد میں آنے والے مسیحیوں تک پہنچا وہ نہایت درجہ سادہ اور عام فہم بیان کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ پولوس نے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ انجمن ...

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۶۷ء

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان میں مقامی طور پر مورخہ ۲۲ مارچ کو ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہونے کے باعث عید الاضحیہ کی تقریب بخیر و خوبی منائی گئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ۸½ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں مسنون طریق پر نماز عید پڑھائی۔ اور اس کے بعد ولولہ انگیز خطبہ دیا۔ جملہ درویشان قادیان نماز عید اور خطبہ میں شریک ہوئے۔ اور آخر میں اجتماعی دعا ہوئی۔ مقامی احباب میں سے ذی استطاعت دوستوں نے اور بیرونجات کے احباب کی طرف سے ابراہیمی یادگار کے طور پر قربانیاں ذبح کی گئیں اور ان کا گوشت احباب جماعت میں اور بعض غیر مسلم مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے پہلے ہی اعلان کر دیا گیا تھا کہ اس دفعہ عید الاضحیہ کی نماز مسجد اقصیٰ میں ۸½ بجے پڑھی جائے گی۔ چنانچہ احباب جماعت وقت مقررہ سے قبل ہی مسجد میں پہنچ گئے تھے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے پہلے تو مسنون طریق پر عید کا دوگانہ پڑھایا اس کے بعد آپ نے اپنے خطبہ میں اس مبارک تقریب کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی قربانیوں کا بڑے ہی دلنشین انداز میں ذکر فرمایا اور احباب جماعت کو دین کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی دینے اور آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانے کی تلقین فرمائی۔ نیز احباب کو اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانے کی تحریک کی۔

خطبہ کے آغاز میں آپ نے فرمایا:۔ خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہماری زندگیوں میں ایک بار پھر یہ موقعہ عطا فرمایا کہ ہم سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر خدا کے حضور شکر کے سجدات بجا لائیں اس کی تکبیر کریں اور اپنی زندگیوں میں وہ جذبہ قربانی اور وہ روح پیدا کرنے کی کوشش کریں جو عید الاضحیہ کی مبارک تقریب سے مقصود ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ انسان کی زندگی بھی عجیب ہے اور خدا تعالیٰ کے نیک اور پیارے بندوں کی زندگیاں تو عجیب تر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پیار کرتا ہے اور وہ اس کی خاطر ہر قسم کی تکالیف اور طرح طرح کی مشکلات سے گزرتے اور کئی قسم کی قربانیاں کرتے ہیں۔ دین کی خاطر ان کی سچی قربانیوں ہی کا نتیجہ ہے کہ ایسے برگزیدہ افراد کی نہ مٹنے والی یادگار دنیا میں قائم رہتی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے مغل بادشاہ بابر اور اس کے بیٹے ہمایوں کی مثال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب ہمایوں بیمار ہوا تو تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کی محبت کی خاطر اس کی چارپائی کے گرد سات چکر لگائے اور اس پر دعا کرنے لگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بیٹے کو زندگی مل گئی اور بابر فوت ہو گیا۔

آپ نے فرمایا دیکھو اس واقعہ میں انسانی فطرت کا ایک ایسا پہلو نظر آتا ہے کہ باپ اپنی نسل کے بقا کے لئے اپنے نام کو قائم رکھنے کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ ممکن ہے ایسا اس لئے کیا تا اس کی نسل کا سلسلہ چلتا رہے مگر دوسری طرف ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کے اس مامور کی مثال ہے کہ وہ خود بوڑھا ہو گیا بڑھاپے میں خدا نے اس کو بیٹا دیا۔ جب وہ بیٹا ذرا بڑا ہوتا ہے اور توتلی زبان سے باتیں کر کے والدین کا دل بہلانے کی عمر کو پہنچتا ہے۔ بچے کی عمر کا یہ حصہ والدین کے لئے بڑا ہی پیارا ہوتا ہے اس کی کئی حرکتیں انسان کے دل پر نقش ہوتی ہیں۔ بچے کی اس عمر میں خدا نے اپنے ایک بڑے ہی محبوب بندے کو رؤیا کے ذریعہ حکم دیا کہ اٹھ اور اپنے بیٹے کو قربان کر دے۔ اس موقعہ پر نہ تو باپ سے کسی طرح کی ہچکچاہٹ ظاہر ہوئی۔ اور نہ بیٹے کو پریشانی۔ دونوں باپ بیٹا شرح صدر کے ساتھ اس بات کے لئے تیار ہو گئے باپ بیٹے کی طرف سے خدا کی خاطر تسلیم و رضا کا ایسا نمونہ ہے جس کی نظیر نہیں۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کی یادگار کو تازہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں میں سے ایک خوش نصیب طبقہ مکہ میں حاضر ہوتا ہے اور ان مقامات کی زیارت کرتا ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ اپنے چھوٹے بیٹے اسمٰعیلؑ اور اپنی بیوی ہاجرہ کو محض اس کی رضا کی خاطر چھوڑ گئے تھے۔ اور پھر انہوں نے قربانی کا شاندار نمونہ پیش کیا تھا۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جن کا حج قبول کیا گیا مگر جس کو بھی ذاتی مجبوریوں اور حالات کی ناسازگاری کے سبب اس مبارک سفر کی توفیق نہیں تو وہ اپنے ہی وطن اور شہر میں سستے ہوئے جانور کی قربانی دے کر اس یادگار کو قائم رکھنے کی سعی کر رہے ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ایک طبقہ عید کے موقعہ پر کی جانے والی قربانیوں پر اعتراض کرتا ہے کہ اس قدر روپیہ قربانیوں پر صرف ہو کر ضائع جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا نادان ہیں یہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں۔ خدا کو قربانیوں کے خون اور گوشت نہیں پہنچتے بلکہ ان قربانیوں کے پیچھے جو سچا جذبہ فدائیت کار فرما ہوتا ہے وہ خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتا ہے۔ اور خدا کا وہ فضل جو اس کے بعد اس کے خالص بندوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے اور اس کی قبولیت کی علامت قرار پاتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جو شخص خدا کی خاطر اپنی نسل کو منقطع کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس کو خدا ایسی برکتیں دیتا ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو ملیں۔ خدا نے ابراہیم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تیری قربانی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی۔ خدا تیری اولاد کو اس قدر بڑھائے گا کہ آسمان کے ستارے گنے جا سکیں گے مگر تیری اولاد کا شمار ممکن نہ ہو گا۔ آج ایک دنیا گواہ ہے کوئی تو حضرت ابراہیمؑ کی ظاہری نسل سے اور کوئی روحانی نسل سے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ جتنا قربانی کا معیار بلند ہوتا ہے اسی قدر خدا تعالیٰ کی رحمت و برکت انسان کے شامل حال ہوتی ہے۔ جب جب خدا کے ساتھ انسان نے وفا کی اس سے بڑھ کر خدا نے اس کو نوازا۔ اس لئے آؤ ہم آج کے دن قربانی کے اس پاک جذبہ کو تازہ کریں اور اپنے اندر ایمان کی چنگاری کو سلگاتے چلے جائیں۔ اور قربانی کے معیار کو بلند سے بلند کرتے چلے جائیں۔ ہر عید جو آتی ہے وہ مومن کو قربانی کا جائزہ لینے اور اس کا مقابلہ کرنے کی طرف متوجہ کرتے آتی ہے اس لئے اس موقعہ سے پورا پورا فائدہ اٹھانا ہر مومن کا کام ہے۔ ہر شخص جو اپنی قربانی کے معیار کو بلند کرنا چاہتا ہے اس کے لئے حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت ہاجرہ علیہم السلام کا شاندار نمونہ پہلے ہی موجود ہے۔ جوں جوں انسان کی قربانی کا معیار بلند ہوتا جاتا ہے اس کی زبان گنگ ہوتی جاتی ہے وہ انکسار اور تواضع میں بڑھتا جاتا ہے۔

خطبہ کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت سرور کائنات سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آپ نے خدا کی سچی اور خالص توحید کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دے کر تمام نوع انسان کے لئے ایک نمونہ قائم کر دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر آپ دنیا میں نہ آئے ہوتے تو دنیا میں کسی دوسرے نبی کی صداقت ثابت نہ ہوتی۔ عجیب بات ہے کہ دنیا کے اس محسن اعظم کو نادان دنیا برا بھلا کہتی ہے یہ ہم احمدیوں کا کام ہے کہ اپنی قربانی کے معیار کو بلند کرتے ہوئے اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچانے کی کوشش کریں جو دنیا کا یہ محسن اعظم نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے لایا۔ جہاں تک انسان کی اپنی قربانیوں کا تعلق ہے ضروری ہے کہ انسان ان کو ہیچ ہی سمجھے وہ قربانی جس کو ہم قربانی کا نام دیتے ہیں اس کی توفیق بھی خدا کی طرف سے ملتی ہے یہ اولاد یہ مال یہ صحت یہ سب اسی کی دین ہے۔ پس آؤ ہم سب مل کر دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری ان حقیر خدمات کو قبول فرمائے۔ اور اپنی قربانیوں میں صدق و صفا دکھانے کا موقعہ دے۔ آمین

خطبہ کے بعد آپ نے ایک لمبی دعا کرائی۔ بعدہٗ سب دوست ایک دوسرے کو عید مبارک کا تحفہ دیتے ہوئے باہم بغلگیر ہوئے اور اس طرح یہ مبارک تقریب بڑے ہی خوشگوار ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔

قربانیاں

اس سال کی عید الاضحیہ کے موقعہ پر مقامی طور پر کل ۵۴ قربانیاں ذبح کی گئیں جن میں سے 15 جانور تو مقامی ذی استطاعت دوستوں کی طرف سے ذبح کئے گئے اور بیرونجات کے احباب کی خواہش پر حضرت امیر مقامی کے حکم سے لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام 39 جانور ذبح کئے گئے جن کا گوشت ایک انتظام کے ماتحت جملہ درویشان میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سے غیر مسلم تعلق داروں کو پہنچایا گیا۔ اور مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔

فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک

خطبہ جمعہ

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد پر مضبوطی سے قائم رہو

دنیا کی اشیاء اس ثواب کے مقابلہ میں جو نیک اعمال کے بدلہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہے ثَمَنًا قَلِيلًا کی حیثیت رکھتی ہیں

ابدی حیات اور ابدی انعامات کے مقابلہ میں فانی زندگی اور فانی اشیاء کوئی حیثیت نہیں رکھتیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُر نور نے یہ آیت پڑھی

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔

پھر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ تم اپنی جانوں سے محبت رکھتے ہو۔ تم اپنی بیوی بچوں سے محبت رکھتے ہو تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے محبت رکھتے ہو۔ تمہیں دنیا کے مال و اسباب اچھے لگتے ہیں۔ اور تم انہیں اپنے لئے مفید اور بہتر سمجھتے ہو۔ دنیا کی دولت کی طرف تم جھکتے ہو۔ جو مکان تم تعمیر کرتے ہو۔ ان کے لئے تمہارے دلوں میں ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور تم انہیں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تمہاری تجارتیں تمہیں بڑی محبوب اور پیاری ہیں۔ اسی طرح تمہاری زمینیں بھی تمہیں اتنی اچھی لگتی ہیں کہ بعض دفعہ تم ان کے کنارہ پر اپنے کسی بھائی کا خون کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہو۔ مگر یہ سب چیزیں اس کے مقابلہ میں جس کا اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمہارے عہد بیعت کے بعد دینے کا وعدہ کیا ہے ثمن قلیل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تم نے

اپنے رب کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس سے یہ وعدہ کیا تھا

کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ اس لئے جب تم سے تمہارے نفسوں کی قربانی مانگی جائے۔ جب تم سے تمہارے بیوی بچوں کی قربانی مانگی جائے۔ جب تم سے تمہارے رشتہ داروں اور تمہارے دوستوں کی قربانی مانگی جائے جب تم سے دنیوی سامان اور مال و اسباب کی قربانی مانگی جائے تو تمہیں چاہیئے کہ تم اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے کہ خدا کی جزاء اور اس کے ثواب کے مقابلہ میں یہ سب چیزیں ثمن قلیل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تم اپنے نفسوں کو بھی، تم اپنے بیوی اور بچوں کو بھی، تم اپنے عزیز و اقارب کو بھی، تم دنیا کے ہر قسم کے متاع کو بھی قربان کر کے خدا کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کیا کرو۔ اور عہد بیعت کو اپنے ہاتھ سے دے کر ثمن قلیل لینے کی کوشش نہ کیا کرو۔

انہی سارے سلسلہ اشیاء کو جو اللہ تعالےٰ نے ثمن قلیل قرار دیا ہے۔

اس کی دو دلیلیں

بھی ساتھ ہی بیان کر دی ہیں تاکہ ہم اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

پہلے تو یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس چیز کا بھی تم سے اس دنیا میں مطالبہ کیا جاتا ہے۔ وہ فانی ہے۔ اور جس چیز کا بھی اس کے بدلہ میں تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ باقی ہے ہمیشہ رہنے والی ہے۔ تو عقل اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ فانی کے مقابلہ میں جو باقی رہنے والی چیز ہے اور جس پر فنا نہیں وہ بہتر اور اچھی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر وہ چیز جس کی قربانی تم سے چاہی جاتی ہے فنا پذیر ہے اور ہر وہ چیز جو اس قربانی کے بعد تمہیں ملنے والی ہے وہ باقی رہنے والی ہے۔

تو فانی چیز کے مقابلہ میں ایک ابدی حیات والی چیز تمہیں دی جاتی ہے۔ اگر تم ابدی زندگی کو چھوڑ کر چند گھنٹوں، چند دنوں یا چند سالوں کی زندگی اور اس کی خوشیوں کو ترجیح دو گے تو تم دنیا میں بے وقوف سمجھے جاؤ گے پس جو باقی رہنے والی اشیاء ہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ تم ان کی تلاش کرو اور ان کے حصول کی کوشش کرو۔

دوسری دلیل

اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ دی کہ جو تمہارے دنیا کے اموال اور اسباب ہیں ان کے ساتھ تمہارے دلوں میں ایک جیسی محبت نہیں ہوتی اور نہ ایک جیسا لگاؤ ہوتا ہے۔ نہ تم ان میں سے ہر ایک چیز کو ایک جیسی مفید سمجھتے ہو۔ مثلاً تمہیں روپے پیسے سے بڑا پیار ہے۔ لیکن جب بچہ بیمار ہو جائے یا جب تمہاری بیوی بیمار ہو جائے یا جب تم خود بیمار ہو جاؤ تو ساری دنیا کی دولت قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔ اپنے بچے کی جان کی حفاظت کے لئے یا اپنی بیوی کی جان کی حفاظت کے لئے یا خود اپنی جان کی حفاظت کے لئے

پس اس دنیا کی ہر چیز جو ہے اس کو تم نے

ایک ترتیبی سلسلہ کی کڑی

میں پرویا ہوا ہے۔ یہ اچھی چیز ہے اس سے بھی اچھی یہ ہے۔ اس سے [illegible]

یہ ہے اور اس سے بھی اچھی یہ ہے۔ اور ایک انسان اپنی جان سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں زندہ رہوں۔ اور عام طور پر لوگ دنیا کی اشیاء کو اپنے نفس پر قربان کر دیتے ہیں۔ مگر اپنی جانوں کو دنیوی سامان پر قربان نہیں کرتے۔ یا بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی جانوں کو اپنے بچوں پر قربان کر دیتے ہیں۔ تو ان کے نزدیک ان کے بچے کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ ان کی اپنی جان سے بھی زیادہ ہے

پس مجموعی طور پر جب ہم دنیا کی تمام اشیاء پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی جمیں اوسط نکالنی پڑتی ہے۔ مثلاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک چیز کی قیمت سو یونٹ ہے۔ ایک اور چیز ہے اس کی اسی ہے۔ ایک اور چیز ہے اس کی پچاس ہے۔ ایک اور چیز ہے اس کی چالیس ہے۔ ایک اور چیز ہے اس کی قیمت اس کی نگاہ میں تیس یونٹ ہے۔ ایک اور ہے اس کی بیس ہے ایک اور ہے اس کی دس ہے تو ساری اشیاء کی مجموعی قیمت اس کی نگاہ میں ان اشیاء کی اوسط قیمت ہوگی۔ جس طرح اگر آپ بازار میں جائیں اور آپ بیس چیزیں خریدیں تو اگر ایک کی قیمت مثلاً سو ہو اور ایک کی پچاس ہو۔ اور ایک کی تیس ہو اور مجموعی طور پر آپ نے بیس چیزوں پر چار سو روپیہ خرچ کیا ہو تو وہ چیزیں جو ہیں۔ ان کی مجموعی قیمت چار سو روپیہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو جنت میں تمہیں ملے گا اس کے لئے ہمارا یہ قانون ہوگا کہ تمہارے بہترین عمل کا جو بدلہ تمہیں ملنا چاہیئے۔ تمہارے کمتر اعمال کا بھی ہم اتنا ہی بدلہ دیں گے۔

اس اصول کے مطابق

ہماری مثال میں جو چیزیں خریدی گئی ہیں ان کی قیمت چار سو نہیں رہتی بلکہ دو ہزار بن جاتی ہے۔ دنیا میں یہ قانون نہیں چلتا۔ اس دنیا میں دنیا کا قانون چلتا ہے۔ مگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون بنایا ہے کہ وہاں تمہارے بہترین عمل کی بہترین جزاء تمہیں ملے گی۔ اور بہترین عمل کی بہترین جزاء کے مطابق تمہارے باقی اعمال کی جزاء بھی تمہیں دی جائے گی۔ اس طرح جو کچھ تمہیں وہاں ملے گا اس کے مقابلہ میں دنیا کے تمام اموال اور متاع جو تمہاری دی جائیں اور تمہارے اپنوں کی جانیں کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ پس یہ ثمن قلیل ہے

اللہ تعالیٰ یہاں ہمیں یہ حکم دیتا ہے

کہ اس ثمن قلیل کو خریدنے کے لئے تم ایسی چیزوں کو قربان نہ کرو جو ابدی مسرتوں اور ابدی سرور والی چیزیں ہیں۔ اور جو بہترین جزاء کی شکل میں اور بہترین بدلے کی صورت میں تمہارے سامنے آئیں گی۔ لَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ جو عہد تم نے اپنے خدا سے باندھا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ اس پر مضبوطی سے قائم رہو اور اپنی کسی غفلت یا کوتاہی کے نتیجہ میں دنیا کو دین پر مقدم نہ کرنے لگ جاؤ کہ دنیا دین کے مقابلہ میں اور دنیا کی یہ اشیاء اس ثواب کے مقابلہ میں جو نیک اعمال کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں بھی اور اس جہان میں بھی ملتا ہے۔ ثمن قلیل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ خدا کی جزاء جو ہے وہ ابدی ہے اور اس کی قیمت جو ہے وہ احسن ماکانوا یعملون کے اصول پر طے کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین جزاء کا حقدار قرار دے اور اس کے مطابق ہم سے معاملہ کرے۔ آمین۔

ایڈیٹر کی ڈاک

"دجالی فتنہ کا مقابلہ "احمدیت" ہی کر سکتی ہے"

"احمدیت سے باہر رہ کر اسلام کو بچایا نہیں جا سکتا!"

ایک غیر از جماعت دوست کی آپ بیتی کا ایک ورق!

ذیل میں حیدرآباد (دکن) کے ایک غیر از جماعت دوست کا تازہ خط درج کیا جاتا ہے۔ جو ہفتہ زیر اشاعت ہمارے نام موصول ہوا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کتنی سعید روحیں صداقت کی جستجو کے لئے تڑپ رہی ہیں اور کہ احمدیت ہی اُن کی ہر طرح کی تسلی اور تشفی کا ذریعہ ثابت ہو رہی ہے نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو جس قسم کے قوی دلائل سے مسلح فرمایا ہے وہ کس قدر زبردست تاثیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ بدر کو زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچایا جائے تا سعید روحوں پر حق ظاہر ہو اور انہیں راہ ہدایت پانے کی توفیق ملے۔ — (ایڈیٹر)

"محترمی جناب محمد حفیظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

....

۹ر مارچ کے بدر کا ایڈیٹوریل پڑھا میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اس قدر خوشی ہوئی اسے پڑھ کر کہ بیان نہیں کر سکتا۔ کاش ہر مسلمان کے پاس بدر جاری ہوتا۔ اور وہ اس "دجالی فتنہ کے نئے روپ" سے واقف ہوتا۔ دراصل میں بھی اس دجالی فتنہ یعنی "ھما" کا شکار ہو چکا ہوں تبھی تو احمدیت کی طرف راغب ہونے کا موقعہ ملا یا یوں سمجھئے کہ توفیق ملی —

چار ماہ تک "ھما" کا پوسٹل کورس لیتا رہا۔ یہ اسباق اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ جو جو وہ اسباق بھیجتے اس سے اسلام کے بارے میں شک پڑتا۔ آخر کار انہوں نے مجھے اپنا شیطانی ہتھیار سہ ماہی رسالہ "ھما" بھیج ہی ڈالا — اب کچھ نہ پوچھئے حفیظ صاحب! — دل عجیب پریشان رہنے لگا — اس میں ایک مضمون "حیاتِ مسیح" پر ہمارے غیر احمدی عالم کا بھی تھا — جو عیسائیوں کو تقویت دے رہے تھے۔ دل دھڑکنے لگا۔ بے چین سا رہنے لگا۔ اپنے شبہات کس کے سامنے رکھتا۔ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکتا تھا —

مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب کو خط لکھا لیکن انہوں نے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا بلکہ انہوں نے مشورہ دیا کہ "ھما" نہ پڑھا جائے یہ ایک گمراہ کن پرچہ ہے"۔ مگر کیوں ہے گمراہ کن؟ کیا کوئی اس کا علاج نہیں؟ — مولویوں کے پاس جاتا۔ کبھی اہل سنت والجماعت کے پاس تو کبھی کسی اور کے پاس — حد یہ ہوگئی کہ پریشان ہو کر ایک بار دیندار انجمن میں بھی چلا گیا تھا۔ بہرحال کسی سے دل کو تسلی نہ ہوئی — کیونکہ ہر ایک ان میں حیاتِ مسیح کا قائل تھا —

پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ اس نے مجھ پر رحمت کا نور پھینکا — آہ پھر ہم پر گویا جیسے نور کی بارش سی ہو گئی — اور ہم پھر نئے سرے سے مسلمان ہو گئے — یہ نور کیا تھا — بس وہ تھا احمدیت — کیا کوئی مولوی اس پر یقین کرے گا؟ وہ تو مجھے کافر کافر کہے گا لیکن اللہ جانتا ہے کہ میرا یقین اسلام پر اُسی وقت پختہ ہوا جب میں احمدیت کے قریب آ گیا۔ گو میں اب تک احمدی نہیں ہوا ہوں لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ احمدیت کے باہر رہ کر اسلام کو بچایا نہیں جا سکتا — یقیناً کیا سچ سچ فرمایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "وہ امت کس طرح ہلاکت ہو سکتی ہے جس کے ایک طرف میں ہوں اور دوسری طرف مسیح موعود" —

مولوی سمیع اللہ صاحب کے بھی مضامین میں نے پڑھے جن کا "ھما" سے تعلق تھا —

بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے دجالی فتنہ عیسائیت سے بچا لیا بس مبارک ہے بدر جو کہ واحد اخبار ہے ہندوستان کا جس نے اس فتنہ کو پاش پاش کرنے کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے — !!

اس میں شک نہیں کہ وفات مسیح میں حیات اسلام ہے — اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دجالی فتنہ سے بچائے — اگر احمدیت سچی ہے تب میں ضرور احمدی ہو جاؤں گا۔ ہم

ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور کوئی نہیں اب جو مجھے احمدی بننے سے روک سکے۔ بجز خدا کے۔ اور کوئی نہیں جو مجھے احمدیت قبول کرنے پر مجبور کر سکے بجز خدا کے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

خاکسار

حسن سعید از حیدرآباد ۱۶/۳/۶۷"

اہلِ پیغام کی کتاب "فتح حق" پر اہلِ حق کے تاثرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

نوٹ:۔ ذیل کا مضمون بدر ۲۴ر فروری میں شائع ہو چکا ہے لیکن طباعت اچھی نہ ہونے کے سبب بعض احباب کی خواہش پر اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

میں نے جس دن سے اہلِ پیغام کی کتاب "فتح حق" پڑھی ہے جی چاہتا ہے کہ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی "مصلح موعود" لپسر موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لوں تو آپ کو امام المتقین ضرور کہوں۔ یہ ردعمل ہے اس شر انگیز۔ فتنہ پردازانہ اور تخریب پسند تحریر کا۔ جو اس "پیکر نیکی و تقویٰ" کے خلاف لکھی گئی ہے ہم جو شہزادۂ امن و سلامتی کے معتقد ہیں کیا اب ہمیں "کارِ دال" کے بعد "گرد کاروان" سے لڑنا پڑے گا؟

کتنا حسرت ناک انجام ہے اس "صنعت گر" کا کہ جو نقش بناتا ہے۔ اور اس سے پیشتر کہ دوسرا نقش بنائے۔ کوئی مخفی ہاتھ اس کے پہلے نقش کو مٹا دیتا ہے اہلِ پیغام کی پچاس سالہ تاریخ کا بس یہی حاصل ہے

وہ "انسانِ کامل" اور "مردانِ حق" کا ناموس جسے وحی حق نے "فخر رسل" کہا۔ جس کے ہاتھوں میں مشرق و مغرب کی طنابیں تھیں جسے خدا نے اس زمانے میں قوموں کی تقدیریں لکھنے کا اختیار دیا تھا اس قدر طلب عالم "ابدال جہاں" جیسے خلاف یا وہ گوئی و ہرزہ سرائی کا اس سے سوا اور کیا انجام ہو سکتا ہے۔

انسان کا دل ہو یا کتاب کے اوراق اس پر صرف صداقت کے حروف باقی رہتے ہیں۔ دوسرے حرفوں کو زمانے کی دیمک چاٹ جاتی ہے یا انسان کی نیک فطرت خود اسے مٹا دیتی ہے

ابھی صرف نصف صدی گزری ہے بلکہ ہم نے دیکھا کہ سرگروہ خوارج کی تقسیم نہر محسوس طور پر لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی۔ زور قلم کام آیا نہ زعم خودی۔ پیسہ اخبار کی جولانی۔ معتقدوں کی کثرت جمعیت اور مقرروں کی بلاغت۔ نہ کوئی ہنر کام نہ آسکا۔ "مسیح پاک" کو ان کے مرتبے سے گرانے کی کوشش ناکام رہی۔ اور "پسر موعود" کو بدنام کرنے کی ہر جدوجہد نا فرجام و ناکارہ۔ وہ دلدلہ وہ دبدبہ۔ وہ طنطنہ جس نے اس قوم کو "تمکنت گاہِ رسول" سے جدا کیا۔ آج کہاں گیا

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگِ حنا تو
اے خون شدہ دل تو تو کوئی کام نہ آیا

شاید یہ قادیان سے دوری کا نتیجہ ہے کہ طبیعت میں سنجیدگی عقل میں پختگی اور خیالات میں بالیدگی نہیں رہی۔ پھولوں کی بجائے کانٹوں کی طرف لپکنا تعمیر کی بجائے تخریب کی طرف ڈھلنا اور تقویٰ کی بجائے فسق و فجور کی باتیں بسنا اور سنانا یہ "لامرکزیت" کا نتیجہ ہے

دست بر ناامل بیمارت کند
سوئے مادر کہ تیمارت کند

وہ دل جس میں قادیان کی محبت نہیں اور شعائر اللہ کا احترام نہیں۔ وہ سیپ ہے مگر اس میں موتی نہیں۔ وہ جام ہے مگر اس میں شراب نہیں۔ وہ محفل ہے مگر اس میں ساقی نہیں۔ کون پوچھتا ہے ایسے سیپ۔ جام یا محفل کو۔ یہی وجہ ہے کہ آج بازار عالم میں اس جنس بے بہا کا کوئی خریدار نہیں۔

پھرتے ہیں داد خواہ بڑے حشر میں خراب
تو پوچھتا نہیں، تو کوئی پوچھتا نہیں

سچ یہ ہے کہ آج اہلِ پیغام حسرت و نامرادی کی تصویر ہیں۔ ہمارے امام عالی مقام کا یہ اعلان کہ ہندوستان کے غیر مبائعین کی اکثریت، بیعت خلافت کر کے مبائعین میں شامل ہو گئی ہے ایک ناقابل انکار صداقت ہے۔ اس ملک کا طول و عرض اس کی صداقت پر گواہ ہے۔ کشمیر سے آسام اور بمبئی سے راس کماری تک ڈھونڈ لیجئے تو چھ ہزار شہر اور ساڑھے پانچ لاکھ گاؤں والے اس وسیع و عریض ملک میں جماعتہائے احمدیہ قادیان کے مقابلے میں ان کی ایک تنظیم بھی نظر نہیں آئے گی۔ سرینگر اور کیدرواہ جس پر ان کو ناز ہے۔ کو واضح ہو کہ ہندوستان میں مبائعین کی درجنوں ایسی جماعتیں موجود ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک ہی جماعت کے بھی ٹکڑے کئے جائیں تو اس جیسی کئی جماعتیں بن سکتی ہیں۔ دور نہ جائیے وادی کشمیر کے علاقہ "کولگام" کو ہی دیکھ لیجئے

اب آپ ہی بتائیے کہ اہلِ پیغام کی منطق کا حشر کیا ہوا۔ کیا ہم سمجھ لیں کہ ان سبھوں نے بیعت خلافت نہیں کی۔ بلکہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم میں مدغم ہو گئے اگر یہ صورت حال ہے تو اور بھی افسوسناک ہے اور اگر دوسری صورت پیدا ہوئی تو اس کی خوشی آپ کو بھی ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ ہم نے ان کو مکذبوں کے گروہ میں جانے سے بچا لیا۔ آپ نے ان کو ناواقف رہبر کی طرح راستے میں چھوڑ دیا تھا۔ ہم نے انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور زمانے کے تیور بتا رہے ہیں کہ عنقریب آپ بھی ہمارے ہی سہارے اسی منزل تک پہنچنے کی کوشش کریں گے

دل کو مسل مسل کے ذرا ہاتھ سونگھئے
ممکن نہیں کہ خونِ تمنا کی بو نہ ہو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو فرمایا کہ

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

کیا یہ بات اس کتاب کے مصنف پر صادق نہیں آتی؟ ایک ایسا انسان جو حق شناسی و حق پرستی میں دنیا کے کناروں تک شہرت پا گیا۔ جس نے قرآن حکیم سے والہانہ محبت کی، جو زندگی بھر معارف قرآنی کا مینہ برساتا رہا۔ آج جس کے ارادت مندوں پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ایک عظیم قوم کا عظیم رہبر، ایک اولوالعزم جماعت کا اولوالعزم امام عالی قدر والا گہر۔ جس کی طہارت نفس و پاکیزگی اخلاق پر تمام روشن ضمیر انسان گواہ ہیں۔ جو حال کے آئینے میں "مردِ کامل" اور مستقبل کے انوار میں "مافوق الفطرت" انسان ہے۔ ایسے قدسی صفت انسان کے خلاف گندہ دہانی معاذ اللہ۔ وہ کون سا سینہ

ہے جو ایسی دلخراش باتیں سن کے شق نہ ہو جائے۔ شاید، دستور یہی ہے قیامت تک زندہ رہے گا اور عشاق مصطفےٰ اس آگ میں پڑ کر کندن بن کے نکلتے رہیں گے

آنچہ دل از نگہی سوخت ہیم ہمہ بود
آخر از بے خبری دوراں بہ آں ہم ساختیم

تم کہتے ہو کہ ہم مبلغ ان کے پالتو ہیں اگر ایسا ہے تو ہم بڑے خوش نصیب ہیں یہ تو "مقربین" کی علامت ہے۔ ہم تو دراصل اس مقام سے آگاہ نہیں تھے۔ ہم تو اپنے کو عشق کوچۂ یار کا گدا، اور در حبیب کا بھکاری سمجھتے تھے اور اپنی اس تقدیر پہ ناز ان تھے مگر تم نے ہم کو "احوال لدنی" سے سرمست کر دیا۔ مشتِ خاک کو گویا آفتاب بنا دیا۔

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

اس وجود سے محبت جو حسن و احسان میں مسیح پاک کی نظیر ہے۔ جو ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا گیا ہے۔ جس کی لمحہ بھر کی صحبت خاک کو اکسیر بنا دیتی ہے جس نے ہمارے تاریک گھروں کو شمع عرفان سے روشن کر دیا۔ جو اخلاق اور روحانیت کا سراپا ہے۔ جس کی ایک تجلی سے کونین کے اسرار روشن ہو گئے۔ گم گشتہ دولت کا سراغ مل گیا۔ حسن فطرت بے نقاب ہو گیا۔ خدا، رسول اور مذہب سبھوں کی عظمت دلوں میں قائم ہو گئی۔ اس ملکوتی وجود سے محبت پہ طعنہ؟ مگر یہ تو بتاؤ کہ اگر جذبۂ عقیدت کی تسکین یہاں نہیں ہو گی تو اور کہاں ہو گی؟

لالہ ساغر گیر و نرگس مست، بر ما نام فسق
داوری خواہم ولے یا رب کرا داور کنم

اگر یہ صحیح ہے کہ خزاں کے بعد بہار آتی ہے تو امید ہے کہ بدعقیدگی کے بعد دل میں عقیدت کا جوش بھی پیدا ہو گا۔ اس بزم سے دور رہنے والوں کو ایک دن اس بزم کے احوال سے بھی آگہی ہو گی۔ وہ حقائق میں یہ خود بینی، فریب کاری اور جہالت غور کرنے کا موقعہ نہیں دیتی۔ ایک دن ان پر بھی غور کیا جائے گا۔ ایک دن "دیر نشینوں" کو بھی مقام عرفان حاصل ہو گا اس کتاب "ظلمت مآب" کی پھیلائی ہوئی ظلمت کا نور ہو گی اس دن یہ "معلم اخلاق و روحانیت" پہچانا جائے گا۔ ہر طرف ان کی مدح میں زمزمہ سرائی ہو گی اور ہر قوم کے لوگ انکی طرف درود و سلام کے تحفے بھیجیں گے یہ پیشگوئی اس "ملکوتی الشان" کے اقوال میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے خود فرمایا کہ

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اہلِ پیغام کا مقصدِ زندگی

از مکرم مولوی احمد اللہ صاحب ساکن شوپیاں کشمیر

۱۔ ہمارے علاقہ میں ایک معروف و مشہور قابل ترین شخص تھے جن کا نام خواجہ عبدالرحمٰن صاحب تھا۔ جو بڑے مدبر اور عقلمند شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خداداد ذہانت کے ساتھ دنیاوی وجاہت سے بھی ممتاز فرمایا تھا اور مبیوہ جات کے ممتاز ترین تجربہ کار تاجر تھے۔

۲۔ اسی علاقہ میں ایک غریب آدمی بھی رہتا تھا جس کا نام بھی خوش قسمتی سے رحمان تھا۔ ملکیت میں دو تین کنال زمین کے سوا کچھ نہ تھا۔ البتہ رہنے کے لئے مکان تھا جیسا کہ دیہات میں عموماً ہوتے ہیں۔ رحمان جوان تھا اور کام کاج محنت مزدوری کے لئے پنجاب چلا گیا تھا۔ ان دنوں سستا زمانہ تھا۔ مزدوری میں اگرچہ تھوڑی سی رقم حاصل ہوتی تھی۔ مگر چونکہ ان دنوں اناج وافر تھا اس لئے پیٹ بھر کر کھانے کے باوجود کچھ نہ کچھ جمع ہو جاتا تھا۔ رحمان کو پنجاب کی آب و ہوا راس آئی تو اس نے دو تین سال گھر آنا ہی چھوڑ دیا۔ جب پنجاب میں رہتے رہتے وطن کی جدائی نے انگڑائی لی تو عام مزدوروں کی طرح بن ٹھن کر واپس آ گیا۔ لگے ہاتھوں ان دنوں رومی ٹوپی کا رواج عام تھا۔ اور مسلمان نوجوان رومی ٹوپی سر پر سجائے اس طرح چلا کرتا تھا گویا وہ خاص ترکی آزاد مسلمان ہے۔ جو بمجبوری سلطنت انگریزی کے تحت ہندوستان میں عارضی قیام رکھتا ہے۔

پنجاب کی گرمی میں کچھ سال گذارنے سے مزاج میں بھی گرمی آ چکی تھی۔ پنجاب میں کچھ تھوڑی سی پونجی جو ہاتھ لگی تو رحمان کو تجارت کی سوجھی۔ تو پھر کیا تھا سال بھر میں ہی رحمٰن سے خواجہ عبدالرحمٰن بن گئے۔ اور لوگوں کو شبہ ہوا کہ مشہور و معروف خواجہ عبدالرحمٰن یہی صاحب ہیں۔ بعض نوجوان ناتجربہ کار عارضی تجارت کرنے والوں کو اس کے نام و معرکہ کے ساتھ مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔

۳۔ بعینہٖ یہی کیفیت ہمارے نادان دوستوں یعنی اہلِ پیغام کی ہے جو اپنے آپ کو "جماعت احمدیہ" کے نام سے نامزد کر کے اپنا دل بہلاتے ہیں اور حقیقی جماعت احمدیہ کو ربوی برادری سے موسوم کرتے ہیں۔ اس طرح بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا ان کے اس فریب سے خبردار ہے وجہ یہ ہے کہ واقف کار مسلمان تو جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ (قادیان جن کا مرکز ہے) کے تبلیغی مرکزوں کا سلسلہ دنیا کے کونے کونے میں موجود ہے۔ مگر اہلِ پیغام مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ تبلیغی مراکز جماعت احمدیہ کے اُس فریق کے ہیں جو لاہور کے مرکز سے وابستہ ہیں۔ تا مسجدوں اور مشنوں کے نام پر مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے میں سہولت ہو۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اہلِ پیغام حقیقی جماعت احمدیہ سے کب کے کٹ چکے ہیں۔ اہلِ پیغام کا کام اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ وہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والی فعال جماعت" کے حسد میں دن رات جلتے ہیں۔ حسد کی اندرونی آگ کا اظہار ان کے اخبارات کے ان مضامین سے مترشح ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے ہیں۔

سرینگر کشمیر سے ایک ہفتہ وار اخبار "روشنی" شائع ہوتا ہے۔ اس میں "اتحاد اسلامی" کے عنوان سے ایک مضمون نقل کیا گیا تھا۔ اس مضمون میں بڑی ہمدردی کے طور پر تمام مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہے کہ اتحاد اسلامی کے لئے دنیا کی بڑی بڑی ہستیاں میدان عمل میں آ ہیں مگر مقبول مضمون نگار ربوہ والی جماعت نام نہاد اسلامی اتحاد کے راستے میں رکاوٹ کا موجب بنی۔ جس کی وجہ ان کے نزدیک وہی کفر و اسلام کا مسئلہ ہے حالانکہ یہ مسئلہ بھی اہلِ پیغام کا خود تراشیدہ ہے جو صرف جماعت احمدیہ کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے لئے اہلِ پیغام نے شروع زمانہ میں تراش لیا تھا اور اب خلافت ثالثہ کی کامیابی و کامرانی سے جل کر پھر اس باسی کڑھی میں اُبال آنے لگا ہے۔ مگر پہلے کی طرح اب پھر ناکامی و نامرادی کا ہی منہ دیکھیں گے۔ مناسب تھا کہ اہلِ پیغام اپنی سابقہ ناکامی سے عبرت حاصل کرتے مگر بُرا ہو حسد کا جو انسان کو برباد کر ڈالتا ہے۔ اور راستی سے محروم رکھتا ہے۔ مضمون کو "حضرت مجدد زمان مہدی آخر زمان" کے الفاظ سے مزین و منقش بنا دیا مگر صرف جملوں کی حد تک۔ اور الفاظ کی ظاہری شان تک۔ ان کی حقیقت پر غور کرنے کی کبھی کوشش نہ کی۔

حضرت مجدد زمان و مہدی آخر زمان کے نقش قدم پر چلنے اور چلانے کو ہی خلافت کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تو مجدد زمان و مہدی زمان ہیں۔ اُن کی جگہ سارا کام۔ ابتداء میں حضرت سیدنا امیر المومنین حضرت نورالدین نے ہی چلایا۔ اور وہ خلیفہ اول کہلاتے۔ ان کے وصال کے بعد جماعت مجدد زمان نے مہدی آخر زمان کے لخت جگر حضرت سیدنا المصلح الموعود حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو ہی خلیفہ دوم منتخب فرمایا۔ اور ان کے شاندار دورِ خسروی کے اختتام تک جماعت مہدی آخر زمان نے اطاعت و فرمانبرداری کا وہ اعلیٰ و شاندار نمونہ دکھایا کہ اپنے واجب الاحترام محبوب امام کے سامنے ہر حکم کے اشارے پر گردن جھکائی اور طوفانی سمندروں کے بھنوروں میں کود کود کر اکناف عالم کے دور دراز گوشوں میں جماعت مہدی آخر زمان کی تبلیغ پہنچائی۔

خدا تعالیٰ نے جماعت کے اخلاص و قربانی کو ایسا قبول فرمایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا یہی وہ جماعت ہے جس نے حضرت مجدد زمان و مہدی دوران کی وصیت کے مطابق اپنے پیارے محبوب امام المصلح الموعود کے وصال پر مصلح موعود کے پیارے لخت جگر کے دست بابرکت ہی محبت و الفت کی عنان اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ڈال دی۔ اور پیارے امام کے پیارے فرزند ارجمند نے جماعتی محبت کے پیش نظر ہی ساری ذمہ داری اور رہنمائی اپنے ذمے قبول فرمائی۔

مگر حاسدین و معاندین کا گروہ اس لئے لوٹ اطاعت و فرمانبرداری کو دیکھ دیکھ کر کباب ہو رہا ہے۔ اور آئے دن انکے حسد کی آگ کی چنگاریاں رنگ برنگ تماشا دکھا کر ان کی اندرونی کیفیت "یا لیتنی کنت ترابا" کا ورد کرتی رہتی ہے اور شاید اہلِ پیغام نے اس کو اپنے لئے مقصد زندگی بنا لیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے مگر خداوند تعالیٰ نے انسان کو ایسا ملکہ بخشا ہے کہ جس نے صرف اس لئے "تعلّم" یعنی ذکر اور بخشش۔

مگر عقلمند انسان اور سعادت مند فرزند آدم کو ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے کہ وہ غلطی پر قائم نہیں رہتا بلکہ صداقت کے انکشاف کے سامنے اس کی گردن جھک جاتی ہے بشرطیکہ وہ سعادت مندی اور ہوشمندی سے کام لے۔ اور سرکشی نفس کے پھندے سے آزاد ہو۔ پھر بنی آدم سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ صداقت اور واقعات کو جھٹلا کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرے۔ بلکہ صداقت کے سامنے انسان اپنے تمام قویٰ کو جھکا دے۔ جیسا کہ حضرت سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلعم کی صداقت کھل گئی تو آنحضور کے جانبازانہ جنگی بہادر ہموطنوں نے آنحضرت کے قدموں پر اپنی تمام عزت کے ساتھ اپنی گردنیں جھکا دیں۔ حضرت حیدرؓ دوران انہی کا سرگزشت یوں بیان فرماتے ہیں سو صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے اُسپہ مال و جان و تن بڑھ چڑھ کے کرتے تھے نثار

درخواستہائے دعا

۱۔ محترم مکرم جناب سید فضل الرحمان صاحب پراونشل امیر اڑیسہ عرصہ سے بعارضہ بخار بیمار رہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اب ڈاکٹری معائنہ سے سینہ میں خرابی کا شک کیا جاتا ہے۔ علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بخار میں افاقہ ہے لہٰذا ارباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار منظور احمد ہومیو کیپٹل اڑیسہ

۲۔ خاکسار کے والدین کی مالی حالت کمزور ہے نیز ہمارا ہی دینی و دنیاوی ترقیات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار منظور احمد ابن راجہ مظفر خان صاحب سندھ برادری کشمیر

قسط نمبر ۱

اہلِ پیغام کی ذلت کے قدرتی سامان

(اور)

مصنف کتاب "فتح حق" کیلئے عبرت کا مقام

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین کے برادر نسبتی نے ایک کتاب بنام "فتح حق" شائع کی ہے جس میں ہمارے مرحوم و مغفور پیارے امام کی ذات پر بڑے ہی ناقابلِ برداشت طریق پر رکیک حملے کئے گئے ہیں بموجب الاناء یترشح بما فیہ ان صفحات میں اپنے خبثِ باطن کا ثبوت دیا ہے بلکہ سچ فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ

طلعتِ پاکاں نہ بر پاکاں رود
خود کشی ثابت کہ ہستی فاجرے

قدرت حق کی طرف سے بدلہ لینے کے رنگ ہی نرالے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اُٹھے تھے حضرت محمود رضی اللہ عنہ کو نیچا دکھانے مگر نہ جانا کہ اس عظیم شخصیت کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید آپ کے شامل حال تھی وہی ہر قدم پر آپ کو منتصر کرتا اور آپ کے مخالفین کو ذلت کے عبرت ناک گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ اپنی منافقانہ چالوں کو یہ لوگ "الحق" اور قدم قدم پر عبرت ناک ناکامیوں اور نامرادیوں کو "فتح" کا نام دیتے ہیں۔ چونکہ ذاتی طور پر ہم ان لوگوں کی چالوں سے اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں اس لئے آج کی صحبت میں ہم مختصر طور پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمود رضی اللہ عنہ کے ۵۲ سالہ دور خلافت میں کس طرح ان لوگوں کو طرح طرح کی ذلتیں اور ناکامیاں اور نامرادیاں نصیب ہوئیں۔

جماعت مبائعین پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بڑا فضل ہے کہ اُس نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی منشار کے مطابق چلنے کی توفیق دی ہے اس کے برعکس جو شخص خلیفہ برحق کی اطاعت سے برگشتہ ہوتا ہے اُس کے بارہ میں آپؓ کی بیزاری اور وعید بڑی ہی عبرت ناک ہے۔ مثلاً حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر بڑے جلالی انداز میں فرمایا:۔

"جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا اُس کو سننے والے پہنچا دیں کہ یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کر لو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے جھوٹا ہے اور فاسق ہے

فرشتہ بن کر اطاعت و فرمانبرداری کرو ابلیس نہ بنو۔"

"مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہؓ کا کرتے ہیں۔ اب صاف مسئلہ ہے مگر ایسے لوگ ابھی بھی جھگڑتے ہیں۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء)

افسوس کہ غیر مبائعین نے اس بزرگ انسان کی نصیحت کو درخورِ اعتنا نہ جانا اور جونہی آپؓ اس جہان سے رخصت ہوئے ان لوگوں نے رافضیوں کے قدم پر قدم مارا اور قدرت حق سے وہ سزا بھی پائی جو ہر سوچنے اور غور کرنے والے کے لئے عبرت کا سامان رکھتی ہے۔

منکرین خلافت کی پہلی ذلت اور مقام عبرت

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ منکرین خلافت نے پیچ در پیچ پالیسی کے سبب نہ صرف یہ کہ اپنی انجمن کی عمومی ترقی اور مقبولیت کو نقصان پہنچایا بلکہ اپنی غیر مہذبانہ حرکات اور معاندانہ شطرنجی چالوں کے نتیجہ میں سچی روحانیت سے بھی محروم ہو گئے اور خلافتِ حقہ سے عداوت رکھنے کا المناک نتیجہ پایا ہے وہ ابھی کل انجمن کے ایک سرکردہ رکن الحاج شیخ میاں محمد صاحب سابق صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:۔

"ہمیں لاہور میں کام شروع کئے ہوئے ہیں ۴۰ سال گذر چکے ہیں اور ہم اس چاردیواری سے باہر نہیں نکلے ...... بعض ہوتے ہیں کہ ہماری ترقی میں کیا رکاوٹ ہے بعض کہتے ہیں کہ جماعت قادیان نے دعویٰ نبوت کو حضرت امام زمان کی طرف منسوب کر کے اور دوسرے مسلمانوں کو کافر کہہ کر ایک بہت بڑی روک پیدا کر دی ہے۔ لیکن ان اعتقادات کے باوجود ان کی اپنی ترقی تو بدستور ہو رہی ہے ...... میرے خیال میں ہماری ترقی کے رکنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا مرکز دلکش نہیں ہے ...... بہت سے نوجوان ہمارے سامنے ہیں جن کے باپ دادا سلسلہ پر عاشق تھے لیکن ان نوجوانوں میں وہ روح آج مفقود ہے۔"

(تقریر مطبوعہ پیغام صلح ۹ فروری ۱۹۵۳ء)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مکرم الحاج صاحب موصوف نے حق گوئی سے کام لیتے ہوئے اس موقعہ پر صحیح واقعات کا اظہار فرمایا ہے۔ مگر شاید انہیں اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ نوجوان اولاد سے روحانیت کا مفقود ہونا بھی "عداوت محمود" ہی کا نتیجہ ہے جس کی نسبت حضرت نورالدین اعظم واشگاف الفاظ میں پہلے ان لوگوں کو متنبہ کر چکے تھے:۔

"محمود مسیح موعود کا بیٹا ہے اس پر جو زبان تیز کرے گا وہ یاد رکھے کہ محمد حسین نے ایسا کیا اور اس کی اولاد گندی ہو گئی۔"

(الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۱۴ء ص ۳ کالم ۳)

شیخ محمد میاں صاحب مرحوم کا مندرجہ بالا اعتراف اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ خلافت کے انعقاد کی وجہ سے ہی اول تو ان کی اولاد میں روحانیت مفقود ہو گئی دوم ظاہری تنظیمی اور تبلیغی امور میں بھی خائب و خاسر ہو کر ان لوگوں کی ذلت کا منہ دیکھنا پڑا۔

دوسری ذلت

خلافتِ حقہ احمدیہ سے علیحدہ ہو کر اوائل میں غیر مبائعین یہ پروپیگنڈا کرتے تھے کہ

"ابھی بمشکل قوم کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔"

(پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء)

گویا ۱۹۱۴ء کے شروع میں غیر مبائعین مبائعین کو اسلئے ستحق یہ نہیں سمجھتے تھے کہ انکی تعداد بہت کم ہے لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد غیر مبائعین کی توقعات کے خلاف ان کی کثرت قلت سے بدل گئی۔ چنانچہ "عصر جدید" نے لکھا:۔

"وہ گروہ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمخیال ہو کر دوسرے مسلمانوں سے مل کر کام کرنا چاہتا ہے اور جس میں بہت سے تعلیم یافتہ احمدی لاہور وغیرہ کے شامل ہیں ان کو صاحبزادہ بشیر محمود کے فریق نے تقریباً ہر جگہ شکست فاش دے دی ہے۔"

(بحوالہ "الحق" دہلی ۲۲ مئی ۱۹۱۴ء)

اس کے ساتھ ہی جمہوریت کے دعویداروں اور اپنی کثرت پر ناز کرنے والوں نے پہلے تو دبی زبان میں یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوئے کہ

"سوائے معدودے چند اشخاص کے میاں صاحب کے ساتھ ساری جماعت تھی۔"

(پیغام صلح ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

لیکن اپنی اس ناکامی اور ذلت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے اور قادیان مرکز نہ ہوتا اور کوئی مبہم پیشگوئی ...... اور انصار اللہ پارٹی ان کی پشت پناہ نہ ہوتی۔ تو پھر ہم دیکھ لیتے کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہو جاتے بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائداد ...... بنا بنایا مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بن گیا۔ قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ ...... کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی اور ترقی کرتی تو کچھ بات تھی۔" (پیغام صلح ۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ء)

خدا کی شان ۱۹۴۷ء کی ہجرت کے بعد حضرت امیر المومنین رضؓ نے ربوہ میں عظیم الشان شہر بسا کر دکھا دیا اور ثابت کر دیا کہ خلافتِ ثانیہ کا قیام محض خدا تعالیٰ کی مشیت کے تحت عمل میں آیا تھا نہ کہ کسی سازش یا قادیان کے بنے بنائے انتظام کے مدد ہونے پر۔ پھر لاہوریوں نے اسی ربوہ میں ہزاروں فرزندان توحید کے کئی اجتماع بچشم خود دیکھے خصوصاً ۱۹۶۶ء کے تازہ جلسہ سالانہ میں ۷۵ ہزار افراد نے شمولیت کی۔ ھٰذا من فضل ربی۔

بہرحال غیر مبائعین نے ۱۹۳۷ء کے بعد بھی اپنی پیہم ناکامی سے بوکھلا کر یہاں تک قدم فرسائی کی کہ یہ کہنا شروع کیا کہ

"کثرت کوئی چیز نہیں۔"

(پیغام صلح ۲۸ جنوری ۱۹۴۵ء)

گویا صرف اکتیس سال کے عرصہ میں ہی انہیں مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ بلکہ اپنے اس موقف کے نتیجہ میں ایک بار پھر اس بات کا اعتراف کر دیا کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے جانشین نہیں اگر سچے جانشین ہوتے تو یہ نتیجہ معکوس کا نظارہ انہیں دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حضور کو یہ وعدہ دے رکھا ہے کہ:۔

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

سیج فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سہ

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

تیسری ذلت

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اوّل تو کہا کہ اب کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں، اور حضرت خلیفہ اوّل نے اپنے جانشین کے بارہ میں جو وصیت فرمائی تھی صریح طور پر اُسے پس پشت ڈال دیا۔ جب تقدیر الٰہی کے سامنے ان کی کچھ نہ چلی اور بفضل تعالیٰ خلافت قائم ہو گئی۔ تو ان بہیترے بازوں نے فوراً ہی اپنے پسندیدہ پروپیگنڈہ کو کہ "حضرت مولوی صاحب کے بعد اور کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے" بالائے طاق رکھ کر اپنی طرف سے تین خلیفہ مقرر کر دیئے۔ (دیکھو پیغام صلح ۴ مارچ ۱۹۱۴ء) جو یہ تھے (۱) مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری (۲) سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی (۳) خواجہ کمال الدین صاحب۔ متقدم الذکر تو بعد میں بفضل ایزدی نمائشی خلافت کو چھوڑ کر حقیقی خلافت ثانیہ کی بیعت میں آ گئے۔ اور مؤخر الذکر خواجہ صاحب نے اپنا مشن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے منقطع کر لیا (ملاحظہ ہو پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۳۱ء) اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خواجہ صاحب مرحوم کو آخری عمر میں ایک خواب دکھائی گئی تھی کہ

"تخت کے سامنے مجرموں کے کھڑا کرنے کی جگہ تھی .... میرے ہمراہ حضرت مولوی محمد علی صاحب تھے .... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم پر کوئی مقدمہ ہے اور اس عدالت عالیہ میں ہم بحیثیت ملزم کھڑے ہیں .... میں نے سمجھا کہ صاحب عرش نے کوئی حکم دیا ہے جس کے سنانے کے لئے حضرت مرزا صاحب اُٹھے وہ گو خود خوف کی حالت میں تھے مگر انہوں نے نہایت غضبناک آواز میں حکم سنایا"

چنانچہ خواجہ صاحب نے یہ خواب اپنی کتاب "مجدد کامل" مطبوعہ دسمبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۲۵ میں شائع کر کے انجمن اشاعت کے تبلیغی طریق کار کو محل اعتراض بنایا جس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب کو لمبا چوڑا مضمون لکھنا پڑا جس میں موصوف نے لکھا:۔

"جو چند دوستوں میں تبلیغ کے طریق کار کے متعلق اختلاف تھا اسے کتاب میں لانا اور پھر بعض جگہ نامناسب الفاظ میں انجمن اور اس کے کاموں کی طرف اشارہ کرنا بہت احباب کے لئے رنج کا موجب ہوا ہے"۔

(دیکھو پیغام صلح ۲۷ جنوری ۱۹۳۱ء)

اس طرح پر غیر مبائعین نے "عداوت محمودؓ" میں اپنی آنکھوں سے یہ تیسری ذلت اور رسوائی دیکھی! جو ہر سوچنے والے کے لئے عبرت کا سامان رکھتی ہے!!

(باقی)

درخواست دعا

خاکسار اور خاکسار کی والدہ محترمہ کی صحت اکثر ٹھیک نہیں رہتی اس لئے مہربانی کر کے ہم دونوں کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نیز خاکسار امسال بی۔ ایس۔ سی کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے۔ خاکسار کی اس امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
عارف عبد الرحمٰن میرہ پاڑی پورہ

زکوٰۃ

اسلام کے ارکان میں سے ایک ضروری رکن ہے اس کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور پاک کرتی ہے۔

تعلیم الاسلام سکول قادیان کیلئے

ٹرینڈ بی ایس سی معلّم و معلّمہ کی ضرورت

قادیان میں جماعت احمدیہ کے دو مڈل سکول قائم ہیں۔ ایک لڑکیوں کے لئے دوسرا لڑکوں کے لئے۔ اب دونوں مدارس میں ہائی سکول کی جماعتوں کا اجراء مقصود ہے اسلئے ہر دو مدرسہ جات کے لئے گورنمنٹ گریڈ پر ایک ایک ٹرینڈ بی۔ ایس۔ سی معلّم و معلّمہ کی ضرورت ہے۔ مرکز میں رہ کر ایسی خدمت بجا لانے کی خواہش رکھنے والے ایسے امیدوار اپنی درخواستیں مقامی صدر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء تک دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں۔

جماعت کے نوجوان افراد کے لئے خدمت کا یہ نادر موقعہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درویشی دور کے لئے یہ شدید خواہش تھی کہ جماعت کے نوعمر گریجوایٹس سلسلہ کی خدمت کے لئے مرکز میں آئیں۔ اس لئے اپنے آقا کی اس خواہش کے احترام میں سلسلہ کی خدمت کے لئے مرکز میں پہونچ کر سعادت دارین حاصل کریں۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان

داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان اشاعت اسلام کی ضرورت کے پیش نظر ہر تعلیمی سال کی ابتداء میں مولوی فاضل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی ہے۔ تاکہ یہ طلباء تحصیل علم کے بعد تبلیغ و اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ چنانچہ امسال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت کے لئے طلباء درکار ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام مدرسہ احمدیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے ایسا ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے۔ . . . کہ یہ مدرسہ اشاعت اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں"۔

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

"اسلام تو ضرور پھیلے گا اور وہ غالب آئے گا کیونکہ خدا نے ایسے ہی ارادہ فرمایا ہے مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ۔ جو اس اشاعت میں حصہ لیں گے یہ خدا کا فضل و احسان ہے جو اس نے تمہیں موقعہ دیا ہے"۔

چنانچہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے پیش نظر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے مرکز میں بھیجیں۔ اس سلسلہ میں داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۳۱ مارچ ۱۹۶۷ء تک حاصل کر کے مکمل خانہ پری کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۶۷ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:

۱۔ بچہ کی تعلیم کم از کم مڈل سٹینڈرڈ تک ہونی لازمی ہے۔

۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو

۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے امسال اس سلسلہ میں سات وظائف مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی۔ اخلاقی تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔ خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم داخلہ پر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔ — ناظر تعلیم قادیان مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۷ء

یومِ مصلح موعود کی مبارک تقریب پر مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

حیدر آباد

مقامی طور پر ۲۶ر فروری کو احمدیہ جوبلی ہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ حیدر آباد و سکندر آباد کے کثیر احباب اس جلسے میں شریک ہوئے صدارت محترم سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد نے فرمائی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے مختصراً مصلح موعود کے عظیم مقام اور ان کی بابرکت تحریکات پر روشنی ڈالی۔ اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کی۔

اس کے بعد مکرم حافظ صالح محمد صاحب نے "پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا پس منظر" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کے سفر ہوشیار پور اور پیشگوئی مصلح موعود پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو مصلح موعود کی پیدائش ہوئی۔ اور پھر ۲۰ر فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔

بعد ازاں مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے "مصلح موعود کے کارنامے" کے عنوان پر ایک تقریر کی۔ حضور کے عظیم کارناموں میں آپ نے تبلیغ اسلام قرآن کریم کی خدمت، جماعت کے دوسرے فعال مرکز ربوہ کی تعمیر پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور مختلف حوالہ جات سے اپنے مضمون کو واضح کیا۔

آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعود کی ساری زندگی نہایت کامیاب، پیدائش نہایت کامیاب، آپ کی موت نہایت کامیاب اور آپ کا انجام بہترین انجام تھا۔ مقرر نے تقریر ختم کرنے سے قبل حضرت مصلح موعود کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی

تیسری تقریر مکرم میر احمد صادق صاحب نے بعنوان "الانذار" کی۔ آپ نے نہایت خوشنما رنگ میں امیران افغانستان، شہزادہ ویلز اور نظام دکن کے انجام اور زوال کی تفصیل بیان کی اور واضح کیا کہ حضرت مصلح موعود نے ان انتہاؤں کو الگ الگ تصانیف کے ذریعہ مؤثر رنگ میں دعوتِ اسلام دی۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ حضور نے نظام دکن نواب عثمان علی خان کی خدمت میں "تحفۃ الملوک" نامی کتاب تصنیف فرما کر روانہ کی۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب شاہ دکن کا رعب و دبدبہ عروج پر تھا۔ اور کوئی انقلابی آثار نہ تھے لیکن نظام دکن اور ان کے چاپلوس حاشیہ بردار اس عظیم تحفہ کی اہمیت سے غافل رہے۔ وہ صرف سونے کے سکوں ہی کو عظیم نذرانہ سمجھتے تھے لیکن اس تحفہ کا ٹھکرایا جانا انہیں بہت مہنگا پڑا۔ ۱۹۴۸ء میں نظام حیدر آباد نے انقلاب زمانہ کے وہ عبرت ناک نظارے دیکھے جن کی تفصیل ایک دنیا جانتی ہے۔

جلسہ کی آخری تقریر مولوی سراج الحق صاحب کی "تاثرات ربوہ" کے موضوع پر تھی۔ جسے دلچسپی سے سنا گیا۔ آخر پر آپ نے کہا کہ یہ وادی غیر ذی زرع آج ایک شاداب وادی بن گئی ہے۔ اس جگہ جہاں پینے کے لئے ایک بوند پانی بھی نصیب نہ تھا۔ آج حضرت مصلح موعود کی دعاؤں سے وہاں صاف۔ اور شفاف پانی کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں۔ غرض یہ وہ موعود خلیفہ ہے جس پر اللہ کی برکتیں نازل ہوتی رہیں۔

جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

خاکسار
سید جعفر علی سیکرٹری مجلس حسن بیان
حیدر آباد دکن

مرکرہ (میسور اسٹیٹ)

مورخہ ۲۶/۲/۶۷ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ مرکرہ میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب خاکسار کی زیر صدارت کامیابی کے ساتھ منائی گئی۔

تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت پر تفصیل سے روشنی ڈالی بعد ازاں مکرم کے۔ ایم۔ اسماعیل صاحب صدر جماعت احمدیہ مرکرہ نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔ اور اس کے بعض پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

بعدہٗ مکرم کے۔ ایس عمر صاحب نے حضرت مصلح موعود کے دور خلافت کے سنہری کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا۔ آخر میں خاکسار نے تقریر کی۔

خاکسار عبد السلام مبلغ سلسلہ مقیم مرکرہ

پینگاڈی

مورخہ ۲۷ر فروری کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ پینگاڈی میں یوم مصلح موعود کا مبارک جلسہ زیر صدارت مکرم پی۔ عبد الرحیم صاحب مالا باری تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ جو مکرم ایس۔ وی قمر الدین صاحب نے کی۔

ازاں بعد مکرم مولوی سی۔ ایچ عبد القادر صاحب، مکرم اے۔ پی آپوٹی صاحب اور خاکسار نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد محترم ایم۔ ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ پینگاڈی نے حضرت مصلح موعود کی باون سالہ خدمات اسلامیہ پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی اور لمبی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار ابن کنجی احمد
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پینگاڈی

جماعت احمدیہ سونگھڑا

مکرم جناب مولوی سید حسام الدین صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید جو عزیزم سید عبد الرشید صاحب ابن مکرم جناب مولوی سید صمصام الدین صاحب سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ نے کی اور عزیزم سید عبد الحی صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی تلاوت و نظم کے بعد مکرم جناب منشی سید محی الدین صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں عاجز نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شان پر ایک مبسوط تقریر کی۔ الحمد للہ جلسہ بعد دعا کے بخیر و خوبی انجام پایا۔ مردوں کے علاوہ کافی تعداد میں مستورات بھی شریک ہوئیں اور لاؤڈ سپیکر کا اچھا انتظام بھی تھا۔

سید فضل عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

لجنہ اماء اللہ شیموگہ

مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۶۷ء چار بجے مکرم محترم عبد الجلیل صاحب کے مکان پر جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا جس میں تلاوت قرآن پاک محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ خوش الحانی و ترجمہ سے پڑھ کر سنایا۔ نازنی بیگم نے کلام محمود سے نظم سنائی۔ محترمہ عظیم النساء صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کے متعلق مضمون سنایا۔ حبیبہ بیگم صاحبہ نے درثمین سے نظم سنائی۔ خاکسارہ نے حضرت المصلح موعودؓ کے چند علمی کارناموں پر روشنی ڈالی۔ نظم محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ نے اخبار الفضل سے سنائی۔ مکرم محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے پُرجوش تقریر کی جس سے مستورات پر بڑا اثر ہوا۔ نظم محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ نے درثمین سے نظم پڑھی۔ محترمہ بلقیس صاحبہ نے اللہ تعالیٰ ایک زبردست آزمائش کے متعلق کچھ سنایا۔ محترمہ حبیب النساء صاحبہ نے نظم سنائی۔ محترمہ شمس النساء صاحبہ نے حضرت المصلح الموعودؓ کی زندگی کے حالات بیان کئے۔ محترمہ اقبال النساء صاحبہ نے مصلح موعودؓ کی یاد میں کچھ سنایا۔ عائشہ کوثر و امۃ المجید، فضل النساء (ناصرات) نے نظم سنائی۔

اس طرح یہ مبارک جلسہ ۵ بجے اجتماعی دعا کے بعد ختم ہوا۔ اس مبارک جلسہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ احمدی بہنوں اور ناصرات کی تعداد کافی تھی محترم مولوی صاحب کی پُرجوش تقریر سے اجلاس میں خوشگوار اثر تھا۔

دعا ہے کہ مولا کریم ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی میں برکت دے اور آپ کی قیادت میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

خاکسارہ
خورشید بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شیموگہ

مغرب میں مسیحی کلیسیا کی نت نئی مشکلات

(بقیہ صفحہ اوّل)

کرنتھیوں کے نام اپنے دوسرے خط میں لکھا تھا کہ " خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کیا " (۵ باب آیت ۱۹) لیکن پولوس خود اتنا ہی یونانی تھا جتنا کہ یہودی وہ مسیح کے متعلق تعلیم دینے میں یروشلم کے سیاہ منش ماہی گیروں (یعنی مسیح کے ابتدائی حواریوں) کی نسبت مختلف اور زیادہ زوردار زبان استعمال کرنے کا عادی تھا۔ عیسائیت جتنی زیادہ فلسطینی اصول سے دور ہو کر بحیرۂ روم کے علاقہ میں پھیلتی چلی گئی اتنا ہی زیادہ اس نے اپنی بنیادی صداقتوں کو دوسروں تک پہنچانے میں غیر عبرانی زبانوں پر انحصار کرنا شروع کر دیا

کسی بھی مسیحی نظریہ کو متعین کرنے میں اتنی دماغ سوزی اور سر کھپائی نہیں ہوئی جتنی کہ کلیسیا کے ایک بنیادی عقیدہ کے بارہ میں کرنا پڑی۔ اس کے باوجود وہ دنیا کے لئے ایک ناقابل فہم اچنبہ ہی رہا۔ اور وہ ہے تثلیث کا عقیدہ جس کی رو سے ایک خدا میں تین اقنوم تسلیم کرنا پڑتے ہیں تثلیث کا لفظ اناجیل میں نہیں ہے۔ گو پولوس کی ایک عبارت میں اس کا تصور موجود ہے وہ عبارت یہ ہے " خداوند یسوع مسیح کا فضل خدا کی محبت اور روح القدس کی رفاقت تم سب کے ساتھ ہو " (۲ کرنتھیوں باب ۱۳ آیت ۱۴)

تیسری صدی عیسوی میں ٹرٹولین (TERTULLIAN) غالباً پہلا شخص تھا جس نے تثلیث (TRINITY) کی اصطلاح وضع کرتے ہوئے اس کی مدد سے یہ تصور پیش کیا کہ خدا کائنات کا مالک مسیح کا باپ اور کلیسیا کی زندگی کا سرچشمہ ہے مذہبی تعریف متعین کی

اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اور ان کے اصل حواری ہرگز بھی تثلیث کے قائل نہ تھے۔ ٹرٹولین نے تیسری صدی عیسوی میں پہلی مرتبہ تثلیث کی اصطلاح وضع کر کے تین خداؤں یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس کا تصور پیش کیا اور ایک میں تین اور تین ایک کا گورکھ دھندا پیدا کر دیا اس کے بعد سے عیسائی دنیا نے اس عقیدہ کو درست ثابت کرنے کیلئے اس قدر دماغ سوزی اور سر کھپائی کی ہے کہ جس کی نہ کوئی حد ہے نہ شمار اس کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ یہ نامعقول عقیدہ دنیا کے لئے سترہ صدی گزر لینے کے باوجود بھی ایک ناقابل فہم اچنبہ بنا ہوا ہے۔ موجودہ سائنسی دور میں مغرب کے رسمی عیسائی کہلانے والے کروڑوں کروڑ عوام تثلیث اور اس سے ملنے والے دوسرے خلاف عقل عقائد کو رد کرتے ہوئے انہیں تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو اور کیا کریں۔

اسلئے موجودہ حالات میں عیسائی یورپ میں ایک زبردست تحریک چلی ہوئی ہے جسے BACK TO CHRIST کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پولوس اور اس کے بعد آنے والے مسیحی دانشوروں نے مسیحی عقائد کو جو شکل دی اسے نظرانداز کرتے ہوئے از سرِ نو یہ معلوم کیا جائے کہ مسیح کی اصل تعلیم کیا تھی اور صرف اسی پر انحصار کیا جائے۔ یہ تحریک بنیادی طور پر تو درست ہے کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اصل تعلیم پر انحصار کرنے سے ہی مروجہ عیسائی عقائد کو حشو و زوائد سے پاک کیا جا سکتا ہے لیکن اس تحریک کی آڑ میں دہریت خوب پھل پھول رہی ہے وہاں دہریت کے علمبرداروں کی پوری کوشش یہ ہے کہ خود مسیح کے نام پر ہی دہریت کو فروغ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے گویا یہ ثابت کر دکھایا جائے کہ مسیح خود دنیا میں دہریت کا سب سے بڑا علمبردار تھا نعوذ باللہ اس کا مشن ہی یہ تھا کہ خود خدا بن کے صلیب پر جان دے کر یہ ثابت کر دکھائے کہ خدا مر گیا اور اب اس کا کوئی وجود نہیں ہے اس سے ظاہر ہے کہ مغرب کے مسیحی یا تو اسے گرے کہ ایک عاجز و مجبور انسان کو خدا کا درجہ دے دیا اور اب اتنی پستی کے بعد ابھرنے لگے ہیں تو اس شان سے کہ سرے سے خدا کی ہستی کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں

یہ امر تو دیگر ہے کہ مغرب میں دہریت غالب آتی ہے یا نہیں یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ عیسائیت کے مروجہ خلافِ عقل عقائد وہاں اب زیادہ دیر تک نہیں چل سکتے ان کی موت اب یقینی ہے کوئی انہیں موت سے بچا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص اور اس کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے عین مطابق وہ وقت آ پہنچا ہے کہ جب مغربی اقوام بڑے زور و شور سے اسلام کی طرف متوجہ ہونگی اور اسکی آغوش میں آ کر ہی اپنی روحانی پیاس بجھائیں گی (مسعود احمد دہلوی)

کانگریس سے کلگی اقتدار تک حرف "ک क" کے متعلق ایک ذوقی تصور

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار مقیم مظفر پور

حالیہ جنرل الیکشن میں کانگریس کو جو ایک حد تک شکست نصیب ہوئی ہے اس کی بنا پر ایک دوست نے حرف "ک क" کے متعلق اپنا ایک ذوقی تصور پیش کیا ہے جو درج ذیل ہے:-

"بد قسمت ک क"

۱۹۶۷ء کا عام انتخاب حرف "ک क" سے شروع ہونے والے ناموں کے لئے منحوس ثابت ہو رہا ہے جن بڑوں کے نام حرف "ک" سے شروع ہوئے ہیں وہ چناؤ میں ہار گئے ہیں۔ سرفہرست صدر کانگریس کامراج کا نام آتا ہے جو ایک اناڑی طالب علم سے ہار گئے۔ ان کا سارا پلان دھرا کا دھرا رہ گیا۔ ان کے چیلا کرشن بلبھ سہائے کا نام آتا ہے جو کامراج پلان میں پیدا ہوئے۔ لیکن "ک क" کی زد سے نہیں بچ سکے۔ مرکزی وزیر مالیات کھنڈ کرپلانی، کا متھ، کرم سنگھ، کیرمی، وزیر ٹرانسپورٹ۔ پنجاب کو کن وزیر داخلہ مدراس کیلاش پرکاش وزیر تعلیم یوپی کول، وزیر خزانہ راجستھان اور جسٹس لطیف شری بھی کملی کمار چا وزیر مملکت خزانہ آسام بھی منحوس "ک" کی زد میں آ کر اپنی اپنی ہار مان چکے ہیں۔ خبر ہے کہ کرشنا مینن پر بھی "ک क" نے حملہ کر دیا۔ اور وہ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور لوگوں کا کہنا ہے کہ منحوس "ک क" نے شری پاٹل کے بیچ میں گھس کر حملہ کر دیا۔ حرف "ک क" کانگریس کے لئے بھی منحوس ثابت ہوا ہے۔ چونکہ کیرالا بھی حرف "ک क" سے شروع ہوتا ہے۔ اسلئے کانگریس کا اقتدار وہاں ختم ہوا۔ کملا پتی ترپاٹھی بھی "ک क" کی زد میں آ گئے ہیں"

(روزنامہ پیغام کانپور ۴ مارچ)

ناظرین کرام! یہ ایک ذوقی تصور آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ اب اسی قسم کا ایک دوسرا ذوقی تصور بھی ملاحظہ فرمایئے جس کی تفصیل ایک احمدی مبلغ مکرم مولوی محسن خان صاحب دکیرنگ نے ایک موقعہ پر سنائی تھی۔ موصوف نے بتایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اڑیسہ کی ایک بستی میں جماعت احمدیہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ بستی کی نصف آبادی ہندوؤں اور نصف مسلمانوں پر مشتمل تھی بستی کے درمیان میں جلسہ کا انعقاد ہوا۔ ہندو مسلمان سب نے شرکت فرمائی جب احمدی مقررین کی تقریریں ختم ہو گئیں تو صدر محترم جو ایک ہندو دوست اور ڈبل ایم۔ اے تھے صدارتی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں بغور تقاریر کو سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ حق پر قائم ہے اور جو کچھ آج احمدی مقررین نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔

سامعین کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ چند تقاریر کے سن لینے سے ایک پڑھا لکھا آدمی اتنی بڑی بات کیونکر کہہ رہا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ "بلی" بہت بڑا ناستک اور دہریہ تھا پرماتمانے ان کے ناش (تباہ) کرنے کے لئے برہمن اوتار کو بھیجا۔ دونوں کا پہلا حرف "ب ब" ہے پس "ب ब" نے "ب ब" کو تباہ کر دیا۔ پھر راون ایک بڑا ناستک اور دہریہ مہاراجہ تھا اس کے ناش (تباہ) کرنے کیلئے پرماتمانے راجندر جی مہاراج کو بھیجا۔ اور "ر र" نے "ر र" کو تباہ کر دیا پھر کنس ایک بہت بڑا پاپی راجہ اور ناستک اور دہریہ تھا اس کے ناش کرنے کے لئے پرماتما نے کرشن جی مہاراج کو بھیجا اور اسی طرح "ک क" نے "ک क" کو تباہ کر دیا۔ اسی طرح موجودہ دور میں دہریت اور ناستک مت کا علمبردار کمیونزم ہے جو کہتا ہے کہ خدا یا پرماتما کچھ چیز نہیں ہے اور دوسری طرف کلگی اوتار کے آنے کی پیشگوئیاں بھی ہماری پستکوں میں موجود ہیں۔ پس اس کلگی اوتار کا آخری مقابلہ کمیونزم سے ہوگا اور اس میں کلگی اوتار کو ماننے والے فتح پائیں گے اور اس طرح "ک क" "ک क" کو تباہ کر دے گا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج پاپ کا اور گناہ کا بول بالا دکھائی دیتا ہے اور کمیونزم وغیرہ کے پاس بڑی زبردست مادی طاقت موجود ہے لیکن اس کے مقابل پر یہ کمزور جماعت بالکل تہیدست دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے ایسا کیونکر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ کی ان مادی طاقتوں کے مقابل پر جو حیثیت ہے وہی حیثیت مہم خوم .... کے زمانہ میں برہمن کی تھی۔ اور رجو راون کے زمانہ میں بن باس میں رہنے والے راجندر جی کی حیثیت تھی۔ اور کنس کے زمانہ میں کرشن جی مہاراج کی تھی پس جس طرح وہاں غیر معمولی حالات میں صداقت کو فتح نصیب ہوئی۔ ایسا ہی اب بھی ہو کر رہیگا۔ اور بالآخر صداقت کو فتح نصیب ہوگی۔ تاریخ اپنے اوراق کو دہراتی ہے۔

ناظرین کرام! یہ تو ایک ذوقی تصور ہے لیکن ایسا تصور ہے کہ جس کی تصدیق تاریخ اور صحف سابقہ کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں سے ہوتی ہے جو احمدیت کے وجود میں پوری ہو رہی ہیں اور آئندہ ہونگی انشاء اللہ علی ذالک۔

جماعتی طور پر زندہ رہنے کا قیمتی اصول

یعنی

دین کے لئے قربانی

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی :-

"ہم نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ تحریک جدید ہمیشہ رہنے والا ادارہ ہے۔ جب تک قوم زندہ رہے گی یہ ادارہ قوم کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ اور جب افراد میں زندگی منتقل ہو جائے گی یعنی جماعت کے کچھ افراد مردہ ہو جائیں گے اور کچھ زندہ رہیں گے تو یہ ادارہ زندہ افراد کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا .... بیشک یہ دن قحط کے ہیں۔ مصائب کے ہیں۔ آفات کے ہیں لیکن دین کی خدمت کرنے والا ابھی تو تمہارے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر دین کو فاقے مارو گے تو تمہیں مارو گے اور اگر اسے پالو گے تو تمہیں پالو گے۔ اگر اس کی خاطر فاقہ کرو گے تو تمہیں کرو گے اور کوئی قربانی کرو گے تو تم ہی کرو گے اور کوئی نہیں کرے گا۔ اس کا وجود خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد کیا ہے تمہیں اس کے ولی ہو تمہیں اس کے کفیل ہو تمہیں اس کے مربی ہو اور تمہیں اس کے محافظ ہو۔ اس کا ولی اور محافظ تمہارے سوا کوئی نہیں۔ نہ کوئی تمہارے سوا اسلام کی خبر لو چھنے والا ہے نہ کوئی اس کی خاطر قربانی کرنے والا ہے۔ اور نہ کوئی اس سے محبت کرنے والا ہے۔ اگر تم غفلت کرو گے تو یہ مردہ ہو جائے گا۔ اور اگر تم ہوشیار رہو گے تو یہ جئے گا۔ اگر اس کی خاطر قربانی کرو گے تو تم کرو گے۔ لیکن یاد رکھو اگر تم دین کے لئے قربانی کرو گے تو تم بھی زندہ رہو گے کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر قربانی کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے مرنے نہیں دیتا۔" (خطبہ جمعہ ۵ دسمبر ۱۹۵۲ء)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی پر اگر احباب جماعت توجہ فرماتے اور دین کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرتے تو یہ ادارہ اپنے وسائل اور ذرائع کے لحاظ سے بہت ترقی کر جاتا لیکن احباب نے اس طرف کما حقہ توجہ نہیں دی چنانچہ حضور نے فرمایا :-

"اگر جماعت کے تمام افراد اپنے فرائض کو ادا کرتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ موجودہ تحریک جسے دفتر دوم کہتے ہیں۔ پانچ۔ چھ لاکھ تک نہ پہنچ جاتی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد سے وعدہ نہیں لیا جاتا۔ اگر جماعت کے ہر مرد اور عورت، جوان اور بوڑھے سے وعدے لئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک کے وعدے موجودہ وعدوں سے دوگنے تگنے ہو جائیں۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے کام کو بہت وسیع کر سکتے ہیں۔"

پس جملہ صدر صاحبان جماعت اور سیکرٹریان مالی اور مبلغین کرام سے گذارش ہے کہ وہ مقامی طور پر ہر فرد کے وعدے کا جائزہ لیں۔ جنہوں نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا ان سے وعدہ لیا جائے اور جن کے وعدے ان کی حیثیت کے مطابق کم ہیں۔ ان پر نظر ثانی کر کے وعدوں میں اضافہ کی درخواست کی جائے۔ اور بلا توقف دفتر ہذا کو مطلع فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو۔　　وکیل المال تحریک جدید قادیان

صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

خاص طور پر متوجہ ہوں

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کے نئے مالی سال کا آغاز ہو چکا ہے اور اب تک چار ماہ کا عرصہ بیت چکا ہے تا حال اکثر جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات چندہ تحریک جدید موصول نہیں ہوئے۔ سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو متعدد بار خطوط کے ذریعہ سے توجہ دلائی گئی ہے۔ اس کے باوجود تمام جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ .... وعدہ جات کی وصولی کی رفتار بہت سست ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی کے پیش نظر ہر احمدی نوجوان مرد و عورت، بچہ و بوڑھے کے لئے شمولیت لازمی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اس عظیم الشان مالی جہاد میں شامل ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا

.... میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال خاص طور پر متوجہ ہو کر احباب سے وعدے لیں اور کوشش یہ کریں کہ اس بابرکت تحریک میں سو فی صدی احباب شامل ہوں۔

خدا تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر رہے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔　　وکیل المال تحریک جدید قادیان

آپ کا چندہ بدر مورخہ ۲۶/۱ و ۲۸/۲ سے ختم ہے

- ۱۰۱۹ - محمود احمد صاحب گورگنٹا
- ۱۰۳۳ - ایس۔ جی ابراہیم براہٹ
- ۱۰۴۳ - ایس۔ ایم احمد رانچی
- ۱۱۰۰ - عبدالصمد خان صاحب آسام
- ۱۱۴۴ - عبدالعزیز صاحب تیمہ سنڈہ
- ۱۱۷۳ - قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ
- ۱۲۰۵ - مکرمہ نیفی بو صاحبہ ہبلی
- ۱۲۰۹ - مکرم ظہور حسن صاحب دانی پرہ
- ۱۲۲۰ - " عبدالرحمن صاحب پینشنر کوریل
- ۱۲۲۵ - " محمد قاسم صاحب اڈکوڑ
- ۱۲۲۶ - " پیر محمد ابراہیم صاحب کانپور
- ۱۲۴۵ - " حمید الدین لودھی پور
- ۱۲۵۲ - " شیخ علی ظہیر صاحب ظہیر آباد
- ۱۲۷۱ - " ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فیض آباد
- ۱۲۸۳ - مکرمہ ناصرہ سراج صاحبہ حیدرآباد
- ۱۲۹۰ - مکرم خلیق احمد صاحب حیدرآباد
- ۱۴۴۹ - مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب بھاگل پور
- ۱۶۰۸ - " فیاض احمد صاحب فیاض اینڈ کو کولگام
- ۱۴۶۸ - " احمد صاحب فاضل لکھنؤ
- ۱۵۶۸ - " ایم۔ وی رشید صاحب مالونی
- ۱۵۹۰ - " منور علی صاحب کٹک
- ۱۴۴۷ - " محمد عثمان صاحب یادگیر
- ۱۶۶۴ - مکرمہ شکورہ بیگم صاحبہ "
- ۱۶۷۰ - مکرم حامد حسین صاحب بنگلور
- ۱۶۷۱ - " ایم۔ شفیع اللہ صاحب
- ۱۶۷۸ - " ابو ناصر صاحب
- ۱۶۸۰ - " امام حسین صاحب
- ۱۷۱۲ - " محمد سعید صاحب
- ۱۱۸۸ - " شیخ آدم صاحب
- ۱۲۴۶ - " مولوی محمد یوسف صاحب اننت ناگ
- ۱۸۲۶ - " احمدی ۱۰ اے لیپابرلی یارڈی پورہ

ان احباب کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ مہربانی فرما کر چندہ بدر بواپسی ڈاک ارسال فرما کر مشکور فرما دیں۔ بدر کی مالی حالت ان دنوں نہایت کمزور ہو چکی ہے آمد کم اور خرچ زیادہ ہو رہا ہے ایسے وقت میں خریداران بدر نے اگر اس کی اعانت نہ فرمائی اور بروقت چندہ ارسال فرمانے کی کوشش نہ کی تو اس اخبار کی حالت اور بھی کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے جس کی وجہ سے اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امید ہے کہ خریداران بدر زیادہ طویل خط و کتابت کی بجائے اپنے نام چندہ ختم ہو جانے کی فہرست میں ملاحظہ فرما کر فوری طور پر چندہ ارسال کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ — مینیجر بدر

خبریں

نئی دہلی ۲۷ مارچ۔ وزیر دفاع سشری سورن سنگھ نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ تبت کے ساتھ لگنے والی بھارتی سرحد کے ساتھ ساتھ چینی فوجیں اور پاکستان کے ساتھ لگنے والی سرحد پر نیز جموں و کشمیر میں جنگبندی لائن کے پار پاکستانی فوجیں بڑی تعداد میں جمع ہیں۔ گزشتہ تین ماہ میں کوئی بڑی مڈبھیڑ نہیں ہوئی نہ کوئی بڑی اشتعال انگیزی ہی ہوئی ہے آپ نے کہا کہ جموں و کشمیر میں پاکستان کی طرف سے جنگبندی لائن نیز بھارتی سرحد کی خلاف ورزی کی کئی وارداتیں ہوئیں تاہم ہماری طرف سے اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کی گئی۔ وزیر خارجہ شری چھاگلہ نے بتایا کہ بھوٹان تبت سرحد نیز کچھ دیگر علاقوں میں بھی چینی فوجیں سرحد پر بدستور جمع ہیں چینیوں نے بھوٹان کی طرف آنے والی کئی نئی سڑکیں تعمیر کر لی ہیں۔ کچھ پرانی سڑکوں کی مرمت کی گئی ہے تاہم کوئی نیا فوجی اجتماع دیکھنے میں نہیں آیا۔ شری چھاگلہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ چینیوں کے خوف کی وجہ سے تبتی شرنارتھی بھارت میں داخل ہو رہے ہیں ہر سال یکم جنوری سے لے کر ہم اتنی پناہ گزین بھارتی علاقے میں داخل ہو گئے۔ شری چھاگلہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ تبت کی جنتا کو جو مصائب سہنے پڑتے ہیں۔ اُن کے پیش نظر بھارت کی ہمدردی اُن کے ساتھ ہے۔ جب اتحادی سبھا میں ان کے حقوق کے تحفظ اور اُن کی آزادی کی بحالی کا معاملہ پیش ہوگا۔ اور اتحادی سبھا اس بارے میں کوئی قدم اُٹھانے کا فیصلہ کرے گی۔ تو ہم اس کی پوری حمایت کریں گے سشری چھاگلہ نے مزید کہا کہ بھارت سرکار دلائی لامہ کو اُن غیر ملکوں کا دورہ کرنے کے سلسلہ میں تمام سہولیات مہیا کرے گی۔ جنہوں نے انہیں اپنے ملک کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

چنڈی گڑھ ۲۷ مارچ۔ پنجاب کے لوکھیہ منتری سشری گورنام سنگھ نے آج پنجاب کونسل میں اعلان کیا کہ اگر کسی شخص یا جماعت نے آئینی طور پر قائم حکومت کے خلاف باغیانہ سرگرمیاں شروع کرنے کی کوشش کی تو اس سے سختی سے نپٹا جائے گا۔ آپ شری کندن لال [illegible] کی طرف سے اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کے دھمکی آمیز بیان کے خلاف پیش کی گئی تحریک توجہ پر بیان دے رہے تھے۔

ماسٹر تارا سنگھ نے اس بیان میں دھمکی دی تھی۔ کہ وہ سکھ سٹیٹ کا مطالبہ منظور کرانے کے لئے سرکار کے خلاف گوریلا جنگ شروع کر دیں گے اور انگلینڈ اور دوسرے ممالک میں آباد سکھوں کی بھی مدد لیں گے۔ اس تحریک توجہ میں کہا گیا تھا کہ ماسٹر تارا سنگھ نے بھارتی جمہوریت کی مذمت کی ہے۔ اور پاکستان کے بنیادی جمہوریتوں کے نظام کی حمایت۔ اس لئے پنجاب سرکار کو ان کے دورہ پاکستان کی مخالفت کرنی چاہیئے شری گورنام سنگھ نے اپنے بیان میں کہا کہ حکومت نے ماسٹر تارا سنگھ کے بیان کا نوٹس لیا ہے اور وہ ملک کی یکجہتی کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری سے آگاہ ہے۔ آپ نے کہا کہ ماسٹر تارا سنگھ کے پاس انڈو پاکستان پاسپورٹ نہیں ہے۔ بلکہ اُن کے پاس بین الاقوامی پاسپورٹ ہے۔ جو کہ ریجنل پاسپورٹ اتھارٹی نئی دہلی سے جاری کرتی ہے

ذبح کی گئی گاؤں کے چمڑے کے جوتے سپلائی کئے جائیں

کلکتہ ۲۷ مارچ۔ ایک اطلاع ہے کہ روس نے بھارت سرکار سے مطالبہ کیا ہے کہ اُسے مردہ گاؤں کے چمڑے سے تیار شدہ جوتے مہیا نہ کئے جائیں۔ بلکہ ذبح کی گئی گاؤں کے چمڑے کے جوتے مہیا کئے جائیں۔ یاد رہے کہ ایک سمجھوتہ کے مطابق بھارت روس کو ۳ کروڑ ستر لاکھ روپیہ کے جوتے سپلائی کرے گا۔ روس نے اپنے مطالبہ کے حق میں یہ دلیل دی ہے کہ اپنے آپ مرنے والی گائیں اکثر بیمار ہوتی ہیں اس لئے ان کے چمڑے سے بنے ہوئے جوتے زیادہ کارآمد نہیں ہوتے۔

(پرتاپ ۲۸/۳)

نئی دہلی ۲۷ مارچ۔ وزیر خارجہ شری چھاگلہ نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ ایٹمی ہتھیاروں کو مزید ممالک کے پاس پہنچنے سے روکنے کے لئے مجوزہ سمجھوتہ کے لئے وہ خاص حالات دھیان میں رکھنے پڑیں گے جن سے کچھ ممالک دوچار رہے۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے وہ تمام اور مکمل ترکِ اسلحہ اور خصوصاً ایٹمی ہتھیاروں کی بندش کی طرف پہلے قدم کے طور پر ایسا سمجھوتہ ہونے کا خواہشمند ہے۔ بھارت کو ایک خاص مسئلہ درپیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُسے ایٹمی حملہ یا ایٹمی حملے کی دھمکی کا سامنا ہے۔ اس بات کی زیادہ وضاحت کرنے کی تقریباً کوئی ضرورت نہیں کہ ایٹمی ہتھیار مزید نہ پھیلنے دینے کے سمجھوتہ کے بارے میں اپنے قطعی رویہ کا فیصلہ کرنے سے پہلے اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرنا ہوگا۔ ایٹمی ہتھیاروں کا پھیلاؤ کے روکنے کا سمجھوتہ امتیازی نوعیت کا نہیں ہونا چاہیئے۔ نہ ہی اس سے کسی فریق کو نسبتاً زیادہ فائدہ یا نقصان پہنچنا چاہیئے۔

سشری چھاگلہ نے مزید بتایا کہ بھارت کے پاس ایٹمی صلاحیت موجود ہے۔ ہم ایٹم بم کا دھماکہ کر سکتے ہیں۔ لیکن کریں گے نہیں۔ کیونکہ ہماری موجودہ پالیسی یہی ہے۔

پٹیالہ ۲۷ مارچ۔ آج پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کی میٹنگ زیر صدارت وائس چانسلر شری کے۔ ایس نارنگ ہوئی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگلے تعلیمی سال سے بی۔ ایڈ کے لئے پنجابی بھاشا کو اختیاری ذریعہ امتحان کے طور سے لاگو کیا جائے گا۔ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن کی پرنسپل کماری پی دتا نے مطالبہ کیا کہ ہندی کو بھی اختیاری ذریعہ امتحان بنایا جائے کیونکہ ہریانہ کا ایک حصہ اس کالج کے تحت ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر دیوان آنند کمار نے اردو کو اختیاری ذریعہ امتحان بنانے پر زور دیا۔ چانسلر نے سینٹ کو بتایا کہ پنجابی کو اختیاری ذریعہ اس لئے بنایا گیا ہے۔ کیونکہ پنجاب اب ایک بھاشی صوبہ ہے لیکن اردو اور ہندی کو اختیاری ذریعہ امتحان بنانے کے سوال کو یونیورسٹی کی اکاڈمک کونسل کے سپرد کیا جائے گا۔

اعلانات معافی

۱۔ مکرم مولوی پی محمد احمد صاحب ساکن پینگاڈی ضلع کینانور (کیرالہ) کو ۱۹۶۵ء میں نظام سلسلہ کے خلاف بے قاعدگیاں کرنے کی بناء پر نظام جماعت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ اب اُن کی طرف سے معافی کی درخواست پیش ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت انہیں معافی عطا فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے۔ اور آئندہ نظام جماعت کے ساتھ کامل وابستگی کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ مکرم عبد الستار صاحب درزی ساکن موضع پیھانہ نیز ڈاکخانہ سلواہ ضلع پونچھ کو ۱۹۶۱ء میں بعض تعلیمات سلسلہ کے خلاف بے قاعدگیاں کرنے کی بناء پر نظام جماعت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔

اب ان کی درخواست معافی پیش ہونے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت معافی فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے مبارک کرے۔ اور آئندہ ہمیشہ صحیح رنگ میں تعلیمات سلسلہ پر عامل رہنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان
۲۷/۳/۶۷

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ ماجدہ مسماۃ عائشہ صاحبہ بعمر ۷۰ سال وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
قارئین کرام کی خدمت میں عاجزانہ التجا ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرما کر ناچیز کو ممنون فرما دیں۔
خاکسار سید قاسم احمدی

کیرنگ (اڑیسہ) میں جلسہ سالانہ
بتاریخ ۱۴-۱۵ اپریل ۱۹۶۷ء

منعقد ہو رہا ہے اڑیسہ کے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لا کر اس جلسہ کو کامیاب بنائیں۔
خاکسار شیخ طاہر الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ